موضوع: فلموں،ڈراموں میں ہونے والے نکاح کی شرعی حیثیت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ فلموں، ڈراموں میں ہونے والے نکاح کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ منعقد ہو جاتا ہے؟
دیوبندیوں کے بنوری افتاء کی ویب سائٹ پر ایک فتوی ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ نکاح نہیں ہو گا؛ کیونکہ یہ بطور حکایت ہوتا ہے اور اس پر فتاوی تاتارخانیہ کا یہ جزئیہ دلیل کے طور پر دیا ہے:

"وفي الذخيرة : قال واحد من أهل المجلس للمطربة: این بیت بگو کہ من بتودادم کہ تو جان منی،فقالت المطربة : ذلك، فقال الرجل :"من پزیرفتم"،إذا قالت على وجه الحكاية فقيل: لاينعقد النكاح، لأنها إذا قالت على وجه الحكاية لاتكون قاصدةً للإيجاب"ترجمہ: اور ذخیرہ میں ہے کہ اگر ایک موسیقی کی محفل میں ایک گلوکارہ نے کہا:" این بیت بگوسہ من بتودادم سہ تو جان منی" اور اس کے جواب میں مرد نے کہا:" من پزیرفتم "یعنی میں نے قبول کیا پس جب اس نے حکایت کے طور پر یہ بات کہی تو نکاح منعقد نہیں ہو گا کیونکہ اس جملے سے اس کا مقصد حکایت کے طور پر نقل کرنا ہے اس سے ایجاب کا قصد نہیں کیا گیا تھا۔

(فتاویٰ تاتارخانیہ، جلد4، صفحہ 7، مطبوعہ کوئٹہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ فتنوں کا دور ہے جس میں لوگ حلال و حرام کے فیصلے شرعی اصولوں کے ساتھ نہیں بلکہ اپنی ناقص عقل سے کرتے ہیں اور جو بات ان کی خواہش کے مطابق ہو اسے قبول کر لیا جاتا ہے اور جو مخالف ہو اس کا نہ صرف انکار کیا جاتا ہے بلکہ دین دار طبقے کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ مذکورہ شرعی مسئلہ میں بھی کئی لوگوں نے اپنی ناقص عقل کے ساتھ اعتراضات کیے ہیں۔

فلموں،ڈراموں میں ہونے والے نکاح کی شرعی طور پر درج ذیل صورتیں اور احکام ہیں:

(1)...اگر ایک عورت **پہلے ہی کسی کے نکاح میں ہے** تو فلموں ڈراموں میں وہ نکاح کرے گی تو یہ نکاح" **باطل**"ہو گا کہ عورت نکاح پر نکاح نہیں کر سکتی۔

(2)...اگر عورت ڈرامے وغیرہ میں **غیر کفو میں ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے گی** تو یہ بھی"**باطل** "ہو گا۔

"غیر کفو "ہونے سے مراد ہے کہ وہ مرد اس کے نسب، پیشہ اور صالحِیَّت کے اعتبار سے عورت کے ہم پلہ نہ ہو۔

(3)...اگر **ایجاب وقبول کے الفاظ ہی صحیح طرح ادا نہ ہوں** تو"**نکاح نہیں ہو گا**"مثلاً ایسے الفاظ کہنا جس میں انشاء نہ ہو، نیز ایجاب و

قبول کی مجلس بھی ایک نہ ہو۔

(4)...اگر فلموں اور ڈراموں میں لڑکا دو گواہوں کی موجودگی میں غیر شادی شدہ عورت سے کہے کہ میں نے تم سے نکاح کیا اور عورت کہے: میں نے قبول کیا / مجھے قبول ہے، تو **نکاح ہو جائے گا**؛ کیونکہ شریعت نے نکاح، طلاق اور رجوع میں مذاق کا حکم سنجیدگی والا رکھا ہے۔

(5)... فلموں ڈراموں میں اگر نکاح خواں نے **لڑکی یا لڑکے کا وکیل بنتے ہوئے** صحیح الفاظ کے ساتھ **ایجاب وقبول کروایا تو نکاح ہو جائے گا** اگرچہ اس میں لڑکا اور لڑکی کا وہ نام ذکر نہ کیا جو اس کا حقیقی ہے؛ کیونکہ جب فرضی نام ہونا گواہوں کا معلوم ہے تو یہ لڑکا لڑکی معین ہو گئے اور نکاح ہو گیا کیونکہ معین ہو جانے کی صورتوں میں نام غلط بھی بول دیئے جائیں تو نکاح ہو جاتا ہے اور فلموں ڈراموں میں اگرچہ غیر ارادی طور پر یہ نکاح ہو رہا ہے اور نام فرضی ہیں لیکن جب شرعی گواہوں کو معلوم ہو کہ کن کا بطور ایکٹنگ نکاح ہو رہا ہے تو حدیث کے فرمان کے مطابق نکاح ہو جائے گا۔

بیان کردہ صورتوں پر بالترتیب دلائل پیش خدمت ہیں:

اپنی عقل سے حلال وحرام کے فیصلے کرنا سب سے بڑا فتنہ:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "أعظمها فتنة على أمتي قوم يقيسون الامور برأيهم، فيحلون الحرام ويحرمون الحلال "ترجمہ: میری امت میں سب سے بڑا فتنہ وہ قوم ہوگی جو معاملات میں اپنے رائے سے قیاس کرے گی اور حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرا لے گی۔(الفقيه والمتفقه،جلد1،صفحة450،دار ابن الجوزی،سعودية)

عورت کا نکاح میں ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کرنا حرام ہے:

قرآنِ پاک میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ ...... وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ ترجمہ کنزالایمان: حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں ......اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آجائیں یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر۔ (پارہ: 4-5، سورۃ النساء، آیت: 23-24)

فتاوی ہندیہ میں ہے: "لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة، كذا في السراج الوهاج. سواء كانت العدة عن طلاق أو وفاة أو دخول في نكاح فاسد أو شبهة نكاح، كذا في البدائع "ترجمہ: مرد کے لیے غیر کی زوجہ سے نکاح جائز نہیں ہے اگرچہ وہ دوسرے کی عدت میں ہو جیسا کہ السراج الوھاج میں مذکور ہے اور برابر ہے کہ عدت چاہے طلاق کی ہو یا وفات کی یا شبہ نکاح یا نکاح فاسد میں دخول کے سبب سے ہو جیسا کہ البدائع میں مذکور ہے۔

(الفتاوي الهندية، كتاب النكاح، باب بيان المحرمات، القسم السادس، جلد1، صفحة 280، دارالفكر، بيروت)

ولی کی اجازت کے بغیر، غیر کفو میں نکاح کرنا:

نہرالفائق میں ہے:"نفذ نکاح حرة بکرًا کانت أوثیبًا....مکلفة أی:بالغة عاقلة ... بلارضی ولی .... وروی الحسن عن الإمام أنّه إن کان کفؤًا نفذ وإلا لا"ترجمہ: آزادعاقلہ بالغہ عورت خواہ باکرہ ہو یاثیبہ، اس کا نکاح ولی کی رضا کے بغیر نافذ ہو جائے گا۔امام حسن نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ عورت نے جس شخص سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا ہے، وہ اس عورت کا کفو ہے تو نکاح نافذ ہو گیا، ورنہ نہیں۔ (النهر الفائق ،جلد2 ،صفحة202 ،مطبوعة كوئتة)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں:" کفاء ت میں چھ چیزوں کا اعتبار ہے: (1)نسب،(2) اسلام،(3) حرِفَہ [پیشہ]،(4)حریت[آزاد ہونا]،(5)دیانت،(6)مال۔ قریش میں جتنے خاندان ہیں وہ سب باہم کفو ہیں، یہاں تک کہ قرشی غیر ہاشمی ہاشمی کا کفو ہے۔ (بہار شریعت، جلد02، صفحہ53، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاوی رضویہ میں سیدہ کے نکاح کے متعلق حکم بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:"سیدہ عاقلہ بالغہ اگر ولی رکھتی ہے تو جس کفو سے نکاح کرے گی ہو جائے گا اگر چہ سید نہ ہو مثلاً شیخ صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا علوی یا عباسی ، اور اگر غیر کفو سے بے اجازت صریحہ ولی نکاح کرے گی تو نہ ہو گا جیسے کسی شیخ انصاری یا مغل، پٹھان سے مگر جبکہ وہ معزز عالم دین ہو۔"

فتاویٰ رضویہ ہی میں ایک اور مقام پر ہے:"سیدانی کا نکاح قریش کے ہر قبیلہ سے ہو سکتا ہے خواہ علوی ہو یا عباسی یا جعفری یا صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا اموی۔" (فتاوی رضویہ، جلد11، صفحہ730، 716، مطبوعہ رضا فاونڈیشن، لاہور)

ایجاب و قبول کے الفاظ درست نہ ہونے کی صورت میں نکاح کا حکم:

الدرالمختار میں ہے:"(وینعقد) متلبسا (بإیجاب) من أحدهما (وقبول) من الآخر (وضعا للمضي) لأن الماضي أدل علی التحقیق (کزوجت) نفسي أو بنتي أو موکلتي منك(و) یقول الآخر (تزوجت، و) ینعقد أیضا (بما) أي بلفظین (وضع أحدهما له) للمضي (والآخر للاستقبال) أو للحال"ترجمہ:اور عقد نکاح ایک فریق کے ایجاب اور دوسرے کے قبول سے منعقد ہو جاتا ہے جو دونوں فعل ماضی کے صیغے ہوں کیونکہ فعل ماضی کا صیغہ امر کے تحقق پر زیادہ دلالت کرتا ہے جیسے یوں کہنا: میں نے اپنی یا اپنی بیٹی یا اپنے مئوکلہ کی شادی تجھ سے کر دی اور دوسرا کہے میں نے شادی کر لی یعنی قبول کر لیا اور عقد نکاح ایسے دو لفظوں کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے جن میں سے ایک فعل ماضی کے لیے وضع کیا گیا ہو اور دوسرا استقبال یا حال کے لیے۔ (الدر المختار ،جلد 3 ،صفحة 9، دار الفكر بيروت)

بہار شریعت میں ہے:"ایجاب و قبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح

کے رکن ہیں۔پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں۔یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہو سکتا ہے........ایجاب و قبول میں ماضی کا لفظ ہونا ضروری ہے، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی موکلہ کا تجھ سے نکاح کیا یا اِن کو تیرے نکاح میں دیا، وہ کہے میں نے اپنے لیے یا اپنے بیٹے یا مؤکل کے لیے قبول کیا یا ایک طرف سے امر کا صیغہ ہو دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً یوں کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کر دے یا تو میری عورت ہو جا، اُس نے کہا میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا ہو جائے گا یا ایک طرف سے حال کا صیغہ ہو دوسری طرف سے ماضی کا، مثلاً کہے تُو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا تو ہو گیا یا یوں کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اُس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہو جائے گا۔"(بہار شریعت جلد1، حصہ7، صفحہ 8 7، مکتبہ المدینہ کراچی)

فتاوٰی ظہیریہ وخزانۃ المفتین میں ہے:" لو قال بالفارسية: دختر خويش مرا دادى فقال: دادم لاينعقد النكاح لان هذا استخبار واستيعاد فلايصير وكيلا الا اذا اراد به التحقيق دون الاستيلام "ترجمہ: اگر ایک نے دوسرے سے فارسی میں کہا کہ تونے اپنی لڑکی مجھے دی، تو دوسرے نے کہا "دی" تو نکاح منعقد نہ ہو گا کیونکہ یہ پہلے کا کلام، طلب خبر ہے اور طلب وعدہ ہے لہذا اس کلام سے دوسرا پہلے وکیل نہ ہو سکے گا مگر یہ کہ پہلے نے اپنی کلام سے تحقیق عقد (مجازی معنٰی) مراد لیا ہو تو نکاح ہو جائے گا اور استفہام کا حقیقی معنی استفسار اور منگنی واستخبار ہو تو نکاح نہ ہو گا۔ (خزانة المفتين، كتاب النكاح، جلد1، صفحة 76، نسخة قلمية)

محیط وہندیہ میں ہے:"سئل نجم الدين عمن قال لامرأة: خويشتن را به زاردرم بمن بزنى دادى فقالت بالسمع والطاعة قال ينعقد النكاح ولو قالت سپاس دارم لاينعقد لان الاول اجابة والثانى وعد"ترجمہ: نجم الدین سے سوال کیا گیا کہ جس نے کسی عورت کو کہا کہ تونے اپنے کو ہزار مہر کے بدلے میری بیوی کر دیا تو عورت نے جواب میں کہا "سنا اور اطاعت کی" تو انھوں نے فرمایا: نکاح منعقد ہو گیا، اور اگر عورت نے جواب میں یوں کہا "پسند کرتی ہوں" تو نکاح نہ ہو گا کیونکہ پہلا جواب قبولیت ہے اور دوسرا صرف وعدہ ہے۔
(الفتاوي الهندية ، كتاب النكاح، الباب الثانى، جلد1، صفحة271، دارالفكر، بيروت)

مذاق میں نکاح کرنے کا حکم:

مشکوۃ میں ہے:"عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح، والطلاق، والرجعة رواه الترمذي وأبو داود وقال الترمذي : هذا حديث حسن غريب "ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں وہ ہیں جن کا ارادہ بھی ارادہ ہے اور مذاق بھی ارادہ: نکاح اور طلاق، اور رجوع۔ اس حدیث کو امام ترمذی وابوداود نے روایت کیا اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔
(مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب الخلع والطلاق الفصل الأول، جلد2، صفحه245، المكتب الإسلامي)

مراۃ المناجیح میں اس حدیث کی شرح میں ہے:"یعنی ارادةً بولے تو بھی واقع ہو جائیں گی اور مذاق دل لگی سے کہے یا ویسے ہی اس کے منہ سے نکل جائے یا کسی اور زبان میں بولے جس سے وہ واقف نہ ہو، بہر حال یہ کلمات اس کے منہ سے نکل جائیں یہ چیزیں واقع ہو جائیں گی بشرطیکہ دیوانگی یا نیند میں نہ کہے بیداری وہوش میں کہے۔ ان تین چیزوں کا ذکر صرف اہتمام کے لیے ہے ورنہ تمام تصرفات شرعیہ جن میں دوسرے کا حق ہو جاتا ہو سب کا یہ ہی حکم ہے......مذاق میں مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دے دی، یا تجھ سے نکاح کیا اور عورت نے بھی مذاق دل لگی میں قبول کے الفاظ کہہ دیئے یا طلاق والی عورت سے دل لگی میں کہا کہ میں نے رجوع کر لیا یا ہنسی مذاق میں کہا میں نے یہ گھر تیرے ہاتھ فروخت یا ہبہ کر دیا پس درست ہو گیا اگر یہ حکم نہ ہو تو شریعت کے احکام بے کار ہو کر رہ جائیں ہر شخص بیع یا ہبہ یا طلاق یا نکاح کرکے کہہ دیا کرے کہ میں تو دل لگی میں کہہ رہا تھا۔ یہ حدیث معاملات کی اصل اصول ہے جس پر صدہا احکام مرتب ہیں۔(لمعات و مرقات) یعنی یہ حدیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہے بعض اسنادوں سے حسن ہے بعض سے غریب لہذا جن لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف کہا غلط کہا چند اسنادوں سے تو ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے اس کی کتاب اللہ سے بھی تائید ہوتی ہے رب تعالٰی فرماتا ہے:"لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ" منافقین نے حضور کی شان میں بکواس بکی تھی، پوچھ گچھ پر بولے کہ ہم تو مذاق کرتے تھے، فرمایا: بہانہ نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے۔ معلوم ہوا کہ کفر و اسلام عمداً و مذاقاً ہر طرح ثابت ہو جاتا ہے اور اس پر احکام شرعیہ مرتب ہو جاتے ہیں۔"

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب خلع اور طلاق کا بیان جلد 5، حدیث نمبر:3284، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

فتح القدیر میں ہے:"ينعقد النكاح من الهازل وتلزم مواجبه لقوله صلى الله عليه وسلم: «ثلاث جدهن جد وهزلهن جد: النكاح والطلاق، والرجعة» رواه الترمذي من حديث أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم"ترجمہ: مذاق میں بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے، اس کے لازم ہونے پر دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک:"تین کام خواہ سنجیدگی سے کیے جائیں یا مذاق میں، منعقد ہو جاتے ہیں: نکاح، طلاق اور رجعت"، امام ترمذی نے اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

(فتح القدير ، كتاب النكاح ،جلد 3،صفحة 199، دار الفكر بيروت)

بدائع الصنائع میں ہے:"الجد ليس من شرائط جواز النكاح حتى يجوز نكاح الهازل؛ لأن الشرع جعل الجد، والهزل في باب النكاح سواء. قال النبي صلى الله عليه وسلم :ثلاث جدهن جد، وهزلهن جد الطلاق والعتاق والنكاح"ترجمہ: نکاح کے جائز ہونے کے لیے سنجیدگی شرط نہیں نکاح مذاق میں بھی درست ہو جاتا ہے کیونکہ شرع میں سنجیدگی ہے اور مذاق نکاح کے باب میں معتبر ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک تین کام خواہ سنجیدگی سے کیے جائیں یا مذاق میں، منعقد ہو جاتے ہیں: طلاق، ازادی اور نکاح۔

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، جلد 2، صفحہ 310، مطبوعة دار الفكر بيروت)

درمختار میں فرمایا:" تلفظ به (ای بالطلاق) غیرعالم بمعناه اوغافلا اوساهیا اوبالفاظ مصحفة یقع قضاء فقط بخلاف الهازل واللاعب فانه یقع قضاء ودیانة لان الشارع جعل هزله به جدا"**ترجمہ: معنیٰ معلوم نہ ہونے یا غفلت یا بھول کر، یا غلط تلفظ کی صورت میں طلاق کا لفظ بولا تو صرف قضاء طلاق ہو گی، اس کے بر خلاف جبکہ مذاق اور کھیل کے طور پر لفظ طلاق بولے تو قضاءً ودیانۃً دونوں طرح طلاق ہو جائی گی کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طلاق میں مذاق کو قصد اً طلاق کا حکم دیا ہے۔**

(درمختار، کتاب الطلاق، صفحة 206، دار الکتب العلمیة، بیروت)

فتاوی رضویہ میں ہے:" اقول وبتقریری هذا اندفع ماعسٰی ان یتوهم من ان النکاح مما یستوی فیه الهزل والجد فلایحتاج الی نیة وقصد حتی لو تکلما بالایجاب والقبول هازلین اومکرهین ینعقد فکان المناط مجرد التلفظ وان عدم القصد وذلک"**ترجمہ: اقول (میں کہتا ہوں) میری اس تقریر سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا جس میں کہا گیا کہ نکاح تو ان امور میں سے ہے جن میں مذاق اور قصد برابر ہیں لہذا اس میں قصد اور ارادہ کی ضرورت نہیں حتی کہ جب مرد وعورت نے ایجاب قبول کے کلمات بول دیئے اگرچہ مذاق یا جبر سے کہے ہوں تو نکاح ہو جائے گا اس کی صحت کے لیے صرف الفاظ کی ادائیگی کافی ہے اگرچہ قصد نہ بھی ہو۔**

(فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 128، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وقار الفتاوی میں سوال ہوا:" **فلم یا ڈرامے میں کسی غیر منکوحہ لڑکی کا نکاح کسی مرد کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے تو وہ نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ بوقت نکاح گواہوں کی کافی تعداد موجود ہوتی ہے آجکل اکثر اس قسم کے نکاح ڈراموں یا فلموں میں ہوتے ہیں اور محض تفریحا ہوتے ہیں حقیقتاً کسی کی نکاح کرنے کی نیت نہیں ہوتی؟**"

جوابا مفتی وقارالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" **حدیث میں ایک قاعدہ بیان کیا گیا ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ مذاق میں بھی ہو جاتی ہیں جن میں سے ایک نکاح بھی ہے لہذا صورت مسئولہ میں اس طرح سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔**"

(وقار الفتاوی، جلد 3 صفحہ 48، بزم وقارالدین)

استاد محترم مفتی قاسم قادری صاحب لکھتے ہیں:" **طلاق کا مُعاملہ ایسا ہے کہ مذاق میں دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ حدیث مبارک ہے:" تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے (یعنی مذاق میں بھی وہی حکم ہے جو سنجیدگی میں ہے) نکاح، طلاق اور (طلاق کے بعد) رجوع کرنا۔" لہذا اگر کسی نے اپنی حقیقی بیوی کو مذاق یا فلم یا ڈرامے میں طلاق دی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔**

(طلاق کے آسان مسائل، صفحہ 13، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فلموں ڈرامے میں دوران نکاح فرضی ناموں کی حیثیت

ردالمحتار میں ہے:"(غلط وكيلها بالنكاح في اسم أبيها بغير حضورها لم يصح) للجهالة وكذا لو غلط في اسم بنته إلا إذا كانت حاضرة وأشار إليها فيصح "ترجمہ: جس کو عورت کے نکاح کا وکیل بنایا گیا ہے اس نے اگر عورت کے باپ کا نام لینے میں غلطی کی جبکہ عورت حاضر نہ تھی تو عقد نکاح صحیح نہیں ہو گا کیونکہ جہالت ہے اس طرح اگر اس نے بیٹی کا نام لینے میں غلطی کی جبکہ وہ عورت حاضر ہو اور وکیل نے اس کی طرف اشارہ کیا تو نکاح صحیح ہو گا۔ (الدر المختار ،جلد 3 ،صفحة 26، دار الفكر بيروت)

بہار شریعت میں ہے:

"یہ امر بھی ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہو جائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہوتا ہے، اس کے دو۲ طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر وہ مجلسِ عقد میں موجود ہے تو اس کی طرف نکاح پڑھانے والا اشارہ کر کے کہے کہ میں نے اِس کو تیرے نکاح میں دیا اگرچہ عورت کے مونھ پر نقاب پڑا ہو، بس اشارہ کافی ہے اور اس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں، کہ اشارہ کے بعد اب کسی نام وغیرہ کی ضرورت نہیں اور اشارے کی تعیین کے مقابل کوئی تعیین نہیں۔ دوسری صورت معلوم کرنے کی یہ ہے کہ عورت اور اُس کے باپ اور دادا کے نام لیے جائیں کہ فلانہ بنت فلاں بن فلاں اور اگر صرف اُسی کے نام لینے سے گواہوں کو معلوم ہو جائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہوا تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں پھر بھی احتیاط اِس میں ہے کہ اُن کے نام بھی لیے جائیں اور اس کی اصلاً ضرورت نہیں کہ اُسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ فلانی اور فلاں کی بیٹی فلاں کی پوتی ہے اور اِس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی ہوئی تو نکاح نہ ہوا اور ہماری غرض نام لینے سے یہ نہیں کہ ضرور اُس کا نام ہی لیا جائے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ تعیین ہو جائے، خواہ نام کے ذریعہ سے یا یوں کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کی لڑکی اور اگر اُس کی چند لڑکیاں ہوں تو بڑی یا منجھلی یا سنجھلی یا چھوٹی غرض معین ہو جانا ضرور ہے اور چونکہ ہندوستان میں عورتوں کا نام مجمع میں ذکر کرنا معیوب ہے لہٰذا یہی پچھلا طریقہ یہاں کے حال کے مناسب ہے۔ وکیل نے موکلہ کے باپ کے نام میں غلطی کی اور موکلہ کی طرف اشارہ بھی نہ ہو تو نکاح نہیں ہوا۔ یوہیں اگر لڑکی کے نام میں غلطی کرے جب بھی نہ ہوا۔" (بہار شریعت، جلد1، حصہ 7، صفحہ 17 16، مکتبۃ المدینہ کراچی)

فتاوی رضویہ میں سوال ہوا کہ ہندہ بنت زید کے نکاح میں ہندہ بنت بکر کہا گیا یعنی والد کا نام غلط لیا گیا تو یہ نکاح ہوا یا نہیں (ملخصا)

تو اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے جوابا ارشاد فرمایا: "اگر ہندہ اس جلسہ نکاح میں حاضر نہ تھی اور اس کی طرف اشارہ کر کے نہ کہا گیا کہ اس ہندہ بنت بکر کا نکاح تیرے ساتھ کیا بلکہ ہندہ کی غیبت میں یہ الفاظ کہے گئے تو ہندہ کا نکاح نہ ہوا۔ نہ اسے طلاق کی حاجت نہ عدت کی ضرورت جس سے چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے کہ نکاح تو ہندہ بنت بکر کا ہوا اور یہ ہندہ بنت بکر نہیں، ہاں اگر بکر نے اسے پرورش یا متبنی کیا تھا اور وہ عرف میں ہندہ بنت بکر کہی جاتی ہے اور اس کے کہنے سے اس کی طرف ذہن جاتا ہے تو نکاح ہو گیا۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 250، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

دیوبندیوں کی دلیل کا جواب

سوال میں جو دیوبندی کے فتوے میں موجود دلیل کا ذکر کیا ہے اور دیوبندیوں نے اس عبارت کا کبھی ترجمہ نہیں کیا ہے، پہلے اس میں موجود فارسی عبارت کا ترجمہ سمجھ لیں:

"اگر کسی شخص نے مجلس میں مغنیہ (گانے والی) عورت کو کہا کہ تو یہ شعر پڑھ کہ میں نے اپنا آپ تجھے سپرد کیا کیونکہ تو میری جان ہے۔ مغنیہ نے وہ شعر پڑھا اور مرد نے کہا: میں نے قبول کیا۔ تو کہا گیا ہے نکاح واقع نہیں ہو گا۔"

اس تحریر میں واضح ہے کہ یہاں ایک تو نکاح کے الفاظ صریح نہیں، کنایہ ہیں اور ایجاب کا قصد نہیں بلکہ کہنے والے کی فرمائش پر شعر سنایا گیا ہے۔ لہذا اس جزئیہ پر فلموں، ڈراموں میں ہونے والے نکاح کے کالعدم ہونے کا اصول نہیں بنایا جا سکتا۔

اس بیان کردہ جزئیہ کے برخلاف ایک واضح جزئیہ وجیز امام کردری میں ہے" لقنت المرأة بالعربية : زوجت نفسی من فلان ولاتعرف ذٰلک وقال فلان قبلت والشھود یعلمون أو لایعلمون صح النكاح قال فی النصاب وعليه الفتوى" ترجمہ: کسی عورت کو عربی میں کہلایا گیا (یعنی اسکرپٹ کی طرح اسے کہا کہ یوں بولو) "زوجت نفسی من فلان" (میں نے اپنے آپ کو فلاں شخص سے بیاہ دیا) جبکہ عورت کو اس عبارت کا معنٰی معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد اس فلاں شخص نے جواب میں "قبلت" (میں نے قبول کیا) کہا تو صحیح ہو گا خواہ گواہوں کو عبارت کا معنی معلوم ہو یا نہ ہو، نصاب میں فرمایا کہ اسی پر فتوٰی ہے۔

(الفتاوي البزازية على هامش الهندية،كتاب النكاح،جلد4،صفحة109،نورانی کتب خانه، پشاور)

اس جزئیہ کی مزید وضاحت فتاوی رضویہ سے یوں ہو رہی ہے:

"اگر عورت نے "زوجت نفسی منک بالف" اور مرد نے "قبلت" کہا اور دونوں زبان عربی سے محض ناآشنا تھے مگر اتنا اجمالاً معلوم تھا کہ یہ الفاظ عقد نکاح کے لیے کہے جاتے ہیں باتفاق علماء نکاح ہو گیا۔ خانیہ میں ہے:" رجل تزوج امرأة بلفظة العربية اوبلفظ لايعرف معناه او زوجت المرأة نفسها بذلک ان علما ان هذا اللفظ ينعقد به النكاح يكون النكاح عند الكل "اگر کسی مرد نے عربی زبان یا کسی بھی زبان کا ایسا لفظ استعمال کر کے نکاح کیا اور یوں ہی عورت نے ایسا لفظ استعمال کیا کہ جس کا معنٰی اسے معلوم نہ ہو اگر ان دونوں کو ان الفاظ سے نکاح کے انعقاد کا علم ہو گیا تو یہ نکاح سب کے ہاں درست ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 227، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فلموں، ڈراموں میں لڑکا لڑکی کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح ہو رہا ہے اور ہم اپنی مرضی سے اس کے الفاظ ادا کر رہے ہیں، اگرچہ ان مقصد، حقیقی طور پر نکاح کرنا نہیں ہوتا لیکن شریعت نے نکاح میں مذاق مسخری قبول نہیں کی ہے ورنہ تو ایک بندہ نکاح کے ایک عرصے بعد یہ کہہ سکتا تھا کہ میں نے تو مذاق میں نکاح کیا تھا، یونہی طلاق دے کر بہانہ بناتا کہ میں نے مذاق میں دی تھی، یوں ایک مقدس رشتہ مذاق بن کر رہ جاتا تھا اس لیے شریعت نے اس فتنے کا دروازہ ہی بند کر دیا۔

لہذا یہ کہنا کہ " فلموں ڈراموں میں جو نکاح ہوتا ہے یہ حکایت کے طور پر ہوتا ہے کہ پہلے سے سب اسکرپٹ لکھے ہوتے ہیں جن کو ایکٹرز ادا کرتے ہیں، ان کا قصد نکاح کرنا نہیں ہوتا" یہ دلیل درست نہیں؛ کیونکہ پہلے سے کچھ لکھا ہے اور اس کو یاد کرکے از خود پڑھنا حکایت نہیں ہوتا اس پر وجیز امام کردری کا جزئیہ پیش کر دیا گیا ہے۔ مزید اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ ایک لڑکے کو نکاح خواں نے پہلے سمجھایا کہ میں نے یوں ایجاب کروں گا اور آپ نے قبول کے یہ الفاظ کہنے ہیں۔ عموما نکاح سے پہلے نکاح خواں یہ بات سمجھا بھی دیتے ہیں کہ یوں ایجاب و قبول کرنا ہے تو کیا اس صورت میں نکاح نہیں ہو گا کہ دولہے نے نکاح خواں کے بتائے ہوئے الفاظ دہرائے ہیں؟! شرعا کسی کے لکھے یا کہے ہوئے الفاظ کو نکاح وطلاق میں دہرانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا نکاح وطلاق ہو جاتی ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے:

"نابالغ لڑکے اور لڑکی جن کا تلفظ کلام سمجھا جائے اور وہ الفاظ و معنٰی کا قصد کر سکیں ان کا ایجاب و قبول خود ہو یا دوسرے کی تلقین سے صحیح ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 256، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مذاق یا فلموں، ڈراموں میں اگرچہ نکاح یا طلاق کا قصد نہ ہو لیکن شرعا وہ نافذ ہو جاتا ہے کہ شرع نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ مذاق کا مطلب ہی یہی ہے کہ جب کسی چیز کا قصد یا ارادہ نہ ہو۔ چنانچہ امام اجل فخر الاسلام بزدوی قدس سرہ نے اصول میں فرمایا: "الهزل اللعب وهوان يراد بالشيئ مالم يوضع له وهو ضدالجد وهوان يراد بالشيئ ماوضع له" ترجمہ: ہزل (مذاق) ایسے کھیل کا نام ہے جس میں کسی چیز سے ایسی مراد لی جائے جس کے لیے وہ چیز وضع نہ کی گئی ہو، یہ جد (قصد) کی ضد ہے اور جد کسی چیز سے اس کا موضوع لہ مراد لینا ہے۔

(اصول البزدوی، فصل الهزل، صفحة 347، نور محمد کارخانه، تجارت کتب، کراچی)

کشف الاسرار میں ہے: "ان الهزل ما لا يراد به معنى" ترجمہ: مذاق وہ ہے جس سے کوئی معنٰی مراد نہ لیا جائے۔

(کشف الاسرار عن اصول البزدوی، فصل الهزل، جلد4، صفحة 357، دارالکتاب العربی، بیروت)

والله اعلم عزّوجلّ **ورسوله اعلم** صلی الله علیه وآله وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــه

ابو احمد مفتی محمد اَنَس رضا قادری

23 رمضان المبارک 1445ھ / 3 اپریل 2024ء